جلد ۱۰ | دوشنبہ ۸ رمضان المبارک ۱۳۲۳ھ مطابق ۶ نومبر ۱۹۰۵ء | نمبر ۴۲

مقدمۃ الجیش

کیا بمبئی ولایت سے کم ہے

گورنمنٹ ہند جو ہندوستانیوں میں آزادی کی روح پھونکنا چاہتی ہے اور بالخصوص ہندی مستورات کی نسبت جو اوسکا یہ خیال ہے کہ وہ ہر معاملہ میں مردوں سے پیچھے [illegible] آگے ہی ہیں۔ قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کا منشا بہت جلد پورا ہو جائیگا۔ عورتوں کی تعلیم میں جو لاکھوں روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے بیکار نہیں جائیگا بس عورتیں انگریزی کی [illegible] تعلیم پائیں وہ بھی [illegible] نہیں رہ سکتیں۔ چنانچہ حال میں بمبئی کی انگریزی تعلیم یافتہ [illegible] خوب جلسہ کر کر [illegible] حضور [illegible] اقبال کی [illegible] صاحبہ کی

سودیشی تحریک اور اسلامی جلسہ

مسلمان کچھ کچھ سودیشی تحریک کی تائید تو کرتے ہیں مگر کھلم کھلا ابتک کسی شہر کے مسلمانوں نے سودیشی تحریک سے اپنا اتفاق ظاہر نہیں کیا۔ وہاں بھی جو ایک پنڈت سودیشی تحریک کی [illegible] ہو گیا تھا اسلئے مسلمانوں کو [illegible] ہو گیا کہ درحقیقت گورنمنٹ اس تحریک کی مخالف نہیں ہے۔ اسلئے اب کھلم کھلا [illegible] چلے ہیں۔ چنانچہ قصبہ [illegible] بنگال کے مسلمانوں نے ایک عظیم الشان جلسہ کیا اور جس میں ایک [illegible] زائد عالم فاضل تھے [illegible] شریک ہوئے [illegible] تماشائیوں کا ہجوم [illegible] تھا کہ کان پڑی آواز نہیں سنائی دیتی تھی [illegible] کے ساتھ [illegible] حلف اٹھایا گیا [illegible] ہرگز [illegible]

اس سے بہتر کیا یادگار ہوگی

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ کوئی کیسا ہی [illegible] [illegible]

[illegible] جلسہ [illegible] کے سامنے ہوگا۔

بائی کاٹ - کاٹ کھا بھائی

سودیشی تحریک کا بڑا اصول یہی ہے کہ بائی کاٹ کلکتہ کے بازارون مین بائی کاٹ کے نعرے گونج رہے ہین - لڑکون کو اسکی تلاش ضرور ہوگی - کہ بائی کاٹ کس جانور کا نام ہے - میوے والون کی صدا لو - کاٹ لو - کھٹ مٹھون کی صدا کھاٹ مٹھا لو تو ہمیشہ سنا کرتے تھے یہ بائی کاٹ کیسی صدا ہے - اسکے معنے اور اسکی وجہ تسمیہ ہم بتائے دیتے ہین - بائی کاٹ کے معنے ہین اپنی مدد آپ کرنا یہ فقرہ آئرلینڈ والون کا تراشا ہوا ہے - اور یہ محض فقرہ ہی فقرہ نہین ہے - ایسا برقی فقرہ ہے کہ اہل ملک تو کیا والی ملک کو بھی ہوش مین لے آتا ہے - ایک ایسے ہی موقع پر آئرلینڈ والون نے یہ پولیٹکل حربہ تجویز کیا تھا کہ جسنے فرنگی قوم کو چارون شانے چت کر ڈالا - آئرلینڈ کی تاریخ مین اس فقرہ کی بنیاد یہ لکھی ہے کہ ایک زمانہ مین فرنگی قوم آئرلینڈ پر چھا گئی تھی - اور اوسنے یہ تجویز کی تھی کہ آئرلینڈ کے کسانون کو زمین سے بے دخل کر دیا جائے - اور انہون نے اس کی تائید مین ایک ایسا قانون بھی پارلیمنٹ سے پاس کرا لیا تھا کہ کسی کسان سے ذرا اونچ نیچ ہوئی - تو فوراً اوسکو دھتا بتا کر زمین دوسرے کو دیدیجائے -

آئرلینڈ کی رعایا نے اسکی بابت بہت کچھ واویلا کی - مسٹر گلیڈسٹون نے اونکی طرفداری مین قانون پاس کرانا چاہا - لیکن ہوس آف لارڈز نے ٹھانا جب آئرلینڈ والون کو ......

ہر طرح مایوسی

ہوئی تو اونہون نے آپس مین مشورہ کرکے یہ بات ٹھہرائی کہ گورنمنٹ سے مقابلہ تو ہم کسی حال مین نہین کر سکتے - اور نہ اسکا نتیجہ مفید ہو سکتا ہے - نہ اور کوئی بچاؤ ایسا نظر آتا ہے جو ہماری مدد کرے اسلئے مناسب یہی ہے کہ اپنی مدد آپ کرو - چنانچہ جماعت بندی کرکے یہ قانون پاس کر لیا گیا کہ جو شخص کسی زمین سے بے دخل کر دیا جائے - وہ زمین جو شخص لیکر بوئے جوتے اوسکو جماعت سے خارج کر دو - اگرچہ وہ اوسکا بھائی ہی کیون نہو - اس سے یہ نتیجہ نکلیگا کہ جس زمین کو گورنمنٹ زیادہ نفع کی لالچ سے ایک کو بیدخل کرکے دوسرے کو دینا چاہے گی وہ یونہی پڑی رہے گی - بجائے ہل چلنے کے اپنے گدھے لوٹتے رہین گے - اس قانون کی خلاف ورزی ایک شخص کر بیٹھا یعنے دوسرے کی چھڑائی ہوئی زمین کو بونے جوتنے پر آمادہ ہو گیا - اہل ملک نے اپنے قومی قانون کے موافق فوراً اوس شخص کا حقہ پانی بند کر دیا - چونکہ اتفاق کا جوش ترقی پر تھا اسلئے وہ شخص تمام ملک کی نگاہون مین ذلیل ہو گیا - ہر طرف سے پھٹکار برسنے لگی اوسکے پرانے پرانے رفیق اسکے پاس سے گذرنے لگے اور وہ آرزو دیکر ملاقات کرنا چاہتا تو وہ اوسکو دھتکار دیتے اور یہ کہتے کہ تو قوم کا قاتل ہے - چند روز بعد اوسکی ایسی تشہیر ہوئی کہ اگر وہ کسی سکول کے پاس سے گذرتا تو لڑکے کتابین پھینک پھینک کر پیچھے دوڑتے اور تالیان بجا بجا کر کہتے ہین کہ

وہ جاتا ہے قومی قاتل

اگر وہ کسی بازار مین جاتا تو دوکاندار دوکانون سے اوتر کر آکر تھوکتے اور کہتے لے لعنت ہو تجھپر - تیری جنتی پر طلاق ہے - تو پیدا ہوتے ہی کیون نہ مرگیا - وہ شخص بھی بڑا ضدی تھا سبکی اس کان سنتا اس کان اوڑا دیتا - آخر نتیجہ یہ ہوا کہ غلہ والون نے اور شراب والون نے انکار کر لیا کہ نہ اسکو اناج دیا جائے اور نہ اسکے ہاتھ شراب فروخت کی جائے - یہ سچ ہے اوس کے پاس چند گھوڑے بھی تھے نعلبندون نے یہ انکار کر دیا کہ اوس کے گھوڑون کے نعل نہ لگائین - گھاس بیچنے والون نے بھی کمیٹی کر لی کہ یہ اگر گھاس لینے آئیگا تو ہم گھاس بھی نہ دین گے - غرض یہ کہ نہ اوس کے گھوڑون کے لیے گھاس نہ اوسکو روٹی جس سے وہ بہت ہی گھبرایا - آخر یہ ٹھان لی کہ سب گھوڑے سستے داموں سے فروخت کر ڈالے جائین - چنانچہ ایک میلہ مین وہ اپنے جانور لیکر گیا - اور ہر چند چاہا کہ کوئی روپیے مین دو ہی آنے لے اور سب کو لے لے مگر کسی نے رخ بھی نہ کیا - جس سے درخواست کی اوسنے یہی جواب دیا کہ ہمین مفت بھی منظور نہین - اس شخص کا نام تھا بوائی کاٹ - اسلئے قومی مدد کا قانون بائی کاٹ کے نام سے مشہور ہو گیا یعنے جو شخص جماعت کے قانون کو توڑے اوسکے ساتھ ایسا ہی سلوک کرنا چاہیے جیسا بوائی کاٹ سے کیا گیا - سودیشی خیال سے جوش والا لیڈر بنگالی بائی کاٹ بائی کاٹ کے نعرے لگاتے پھرتے ہین اور ان نعرون سے انکی غرض یہ ہے کہ مسلمان بھی اس قانون پر عمل کرین مگر یہ دشوار ہے وہ بائی کاٹ کے معنے یہ

کونسل کی ممبری

آجکل تو آنکھیں پھاڑ کے اور کان پھیلا کے جسکو دیکھو اسکا منتظر ہے کہ دیکھیں اب کے کون سرفراز ہوتا ہے۔ کونسل کی کرسی کسکو نصیب ہوتی ہے۔ ڈاکٹر نیل ابراہیم رحمۃ اللہ تا عرق دورے کی طرح پھر آتے ہیں یا موسمی امراض کی طرح کوئی نئے صاحب اپنا رنگ جماتے ہیں۔ ابراہیم رحمۃ اللہ تو اب اکتا گئے ہونگے کیونکہ چھ سات برس سے ایک ہی جگہہ پر جمے ہوئے ہیں۔ ایک ہی جگہہ پر نئے دن خواہ مخواہ بھی اجیرن ہونا چاہیئے۔ اس حساب سے تو اس ممبری سے ان کا کلیجہ منہ کو آتا ہوگا۔ اور اب وہ اس ممبری کو ستانا پسند کرینگے۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ اونچی جگہہ پر اب کون آئیگا۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ کوئی بوہرہ آئیگا۔ بعض فرماتے ہیں کوئی خوجہ آئیگا۔ بعض کہتے ہیں کوئی مغل آنے لگا۔ کوئی بھی آئے ما را چہ ازیں قصہ۔ مسلمان ہو۔ پھر چاہے کیسے باشد۔ مگر یہ ضرور ہے کہ آدمی ہو پڑھا لکھا ہو۔ قومی ہمدردی کا ہزاروان حصہ بھی اوس کے دل میں ہو تو غنیمت ہے نہ جی ہمیں کی صدا میں لگانیوالا ہو۔ مدرسہ پڑھنے کے علاوہ اگر کچھ بول سکتا ہو قومی بہتری کے پہلو اوسکو کچھ دکھائی دیتے ہوں۔ ہاں ٹھیک ہے ایک اور بات قابل غور ہے۔ اور ہم گورنمنٹ کو پہلے سے اسطرف متوجہ کیا چاہتے ہیں وہ یہ کہ عبد اللہ دھرمسی مرحوم اور اون کے بعد فاضل بھائی کریم بھائی اور انکے بعد ابراہیم رحمۃ اللہ ....

کرسی بہ کرسی سب شیعہ

اور شیعوں میں بھی سب خوجے ہی سرفراز ہوتے چلے آئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ بمبئی کے مسلمانوں کی آبادی میں دو ہی فرقے زبردست ہیں شیعہ اور سنی۔ اور سنیوں کے مقابلے میں شیعوں کی تعداد بھی بہت کم ہے۔ ہماری رائے میں شیعوں نے اپنے واجبی حق سے بہت زیادہ پالیا۔ اور سنیوں کا صبر بھی انتہا کو پہنچ گیا۔ اب تو سنیوں کے صبر کی داد ضرور ملنی چاہیئے اور گورنمنٹ کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ حق بحقدار رسد۔ پھر یہ بھی نہیں کہ سنیوں میں ایسے قابل اور شیفت اب نہیں ہیں۔ ہیں اور ضرور ہیں۔ قابل بھی ہیں۔ دولتمند بھی ہیں۔ رسوخ اور اقتدار بھی رکھتے ہیں غرض جس پہلو سے دیکھو سگھڑ ہیں۔ بعض نکتہ چینی ہم سے پوچھیں گے کہ اتنی لمبی چوڑی تعریف کے عوض دو ہی چار تھا کہ ایک دو سنی مسلمانوں کے نام لکھ دیتے۔ لو ہم بتائے دیتے ہیں۔ ایک تو ہماری بلاے میں قاضی کبیرالدین ہیں۔ اور ایک نواب ناود نصر اللہ خان۔ یہ ہر پہلو سے لایق مناسب مقدوان ہیں۔ اور پھر چونکہ وہ بھی کوتوالی سکھا دیا کرتا ہے۔ رہتے سہتے دیکھتے دکھاتے کچھ دنوں میں کیل کانٹے سے بھی لیس ہو جائینگے۔ ایک تو ان کے تجربے بڑھ جائینگے۔ دوسرے مسلمانوں کے ایک بہت بڑے فرقے کے آنسو پونچھ جائینگے ہم خرما و ہم ثواب کا مضمون ہوگا۔

آخر دھتکار پڑ گئی

بات ہماری گئی ہونگی خواہ مخواہ بھی دخل بد معقول کا مزہ ملا۔ اب کیا ہو گئی تمہاری۔ چلے تھے میر فیصلہ بنکر۔ کہ ہم مقدونیہ کی حال حالت کی اصلاح کرینگے۔ خزانے کو بھرپور کرینگے۔ رعایا کو ہر طرح کی آسایش پہنچائینگے یا بھائی نے کہا بھی کہ تم اطمینان رکھو ہم سب کچھ کر دینگے۔ ملک ہمارا۔ رعایا ہماری تمکو خیال نہ ہوگا تو کس کو ہوگا۔ رفتہ رفتہ ہم سب شکایتیں رفع کر دینگے مگر تمہارا تعصب کا بھوت اور ہٹ دھرمی کا جن سر پر سوار تھا اپنی سینہ زوری کا سکہ جمانا تھا۔ چاہتے تھے نے تارمدہ ملک کے ایک منتخب کمیٹی کو ڈھکیل ہی دیا۔ اور کہا کہ جاؤ بیلو خزانہ کی کنجی۔ بارے پڑتال کا جارج۔ گویا اپنا ہی ملک تھا اپنی ہی حکومت تھی۔ بیٹھا جا گھر بیٹھے الٹ پلٹ کر ڈالا۔ یہ خبر ہی نہ تھی کہ ٹرکی سلطنت اب وہ نہیں رہی ہے جو اپنا غیرا تھو خیرا کی گیدڑ بھبکیوں سے دانت نکوس دے۔ توبہ توبہ خاک چاٹ رکھتے ہیں۔ کہ سوائے ہمارے انگلستان بہادر کے (جو خود ہی ٹرکی کا دوست ہے) اور سب یاجوج ماجوج مل کے ترکی سلطنت پر گھر پڑتے ہیں ڈھیر کی اڑا دیں۔ تو ہفتہ دو ہفتے کے اندر اندر ہی سب کے سب بریز بریز کرتے حضرت عیسیٰ کا مدفن شریف ڈھونڈتے پھرتے۔ دھتکار پڑ جانے سے جو اب تم پیچ و تاب کھا رہے ہو۔ اور آستین چڑھا چڑھا کر یہ ارادہ کر رہے ہو کہ متفق جنگ پڑے مر یا جیتا یہ تمہاری خام خیالی ہے۔ اس خیالی پلاؤ کیا ہوتا ہے کیا ترکی سلطنت کی جا بجائیگی تو بہ توبہ۔ خدا آگے ...

کیا گورنمنٹ رعایا کی دشمن ہے؟

سودیشی تحریک کے متعلق بعض نافہموں نے یہ اوڑار کہی ہے کہ اس تحریک کے متعلق بعض نافہمون نے یہ اوڑار کہی ہے کہ اس تحریک نے گورنمنٹ کے قلب نازک کو دہلا دیا ہے۔ یہ عزیز اسکی بیکسی کرینگے جو اس تحریک کے محرک ہیں گورنمنٹ ان کو زنجیر عتاب میں لگا بیٹھے گی۔ قانون پیچ و تاب میں جکڑ بند کرے گی۔ غیظ و غضب کی حوالات میں سڑا سڑا کر مار ڈالے گی۔ یہ کریگی وہ کریگی غرض یہ کرنا عاقبت نا اندیشوں نے لوگوں کے ڈرانے کے لیے طرح طرح کی افواہیں اوڑار کہی ہیں۔ اور بدقسمتی سے ان افواہوں کو وہاں کے ایک پولیس افسر نے تقویت دیدی یعنے ایک پنڈت جی کو جو سودیشی تحریک کا وعظ کرتے تھے۔ وعظ خواہ مخواہ میں جہالت کر چالان کر دینکی تجویز کر ڈالی۔ بنیاد چالان یہ قرار دی کہ شارع عام میں ایسے وعظ سے بے شرمی پھیلتی ہے۔ لوگ لوٹ لوٹ کر پنڈت جی کی کتھا سننے کو نشان ہوتے ہیں اسسے پولس اور عوام الناس میں [illegible] کے پھیلنے کا قوی اندیشہ ہے کہ گورنمنٹ کے خلاف رعایا کو بھڑکایا جاتا ہے غرض یہ کہ بیچارے پنڈت جی حوالات میں محبوس رہ گئے۔ بنگالی مہاشاؤں کو جو خبر ہوئی تو دوڑ پڑے اور ضمانت کے لیے [illegible] مشکل [illegible] بعد پنڈت جی کا حوالات سے پیچھا چھوٹا مگر مقدمہ کے اونگرے سے نہ نکل سکے تاریخ مقررہ پر عدالت میں حاضر ہوئے اور بڑے زور شور کے ساتھ مقدمہ چلا بنگالی وکیل بیرسٹر ٹوٹے پڑتے تھے بڑی بڑی بحثیں ہوئیں سرکاری وکیل نے [illegible] نتیجہ یہ ہوا کہ [illegible] لا جواب تمام قوم کی [illegible]

دیوالی کی دیوالی - ہولی کی ہولی

سودیشی تحریک میں بڑی قوت پیدا ہوتی جاتی ہے اکثر بڑے بڑے شہروں میں اسکے متعلق دہوم دہام کے ساتھ جلسے ہو چکے ہیں جنکا اندازہ پچاس ساٹھ سے کم نہیں ہے۔ زنانے مردانے جلسوں نے وہ اودہم مچائی کہ ولایتی سوداگرون کے ہوش باختہ کر ڈالے۔ بالفعل تو سودیشی مادہ کا اثر مانچسٹر کے تاجروں پر گر رہا ہے۔ جو سوت نہ کپاس کولہی سے لٹھم لٹھا کرکے کروڑون روپیہ سالانہ ہندوستان سے کھینچ لیتے ہیں اسمیں شک نہیں کہ ولایتی مال میں سے سب سے زیادہ کھپت کپڑے ہی کی ہے۔ جسکو دیکھو ولایتی کپڑے کی طرف دوڑتا ہے۔ ہندوستان میں جو اعلی درجے کے کپڑے تیار ہوتے تھے ان کو کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ عام طور پر لوگون کا یہ خیال ہو گیا ہے کہ اہل ولایت کے مقابلے میں ہندوستان کے کاریگر کوئی چیز تیار نہیں کر سکتے یہ خیال بالکل بہت دہرمی ہے اس گئے گذرے زمانہ میں بھی ہندوستان میں کئی کام ایسے ہوتے ہیں کہ اہل ولایت کو متعجب کر رہ گئے لیکن انکا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ ڈہاکہ کی ململ کو دو ولایتی کارخانے اتہل پتہل کر گئے لیکن اسکا جواب نہ بن سکا کسی زمانہ میں ڈہاکہ کے کاریگروں کی دہاک تمام ہندوستان پر بیٹھی ہوئی تہی باریک کپڑا اعلی درجہ کا ہمین کا بنا ہوا تمام رئیس استعمال کرتے تہے لیکن لوگوں میں جو گران بجلت کی ناقدری ہوئی اور ان لوگوں کی قدر دانی کا مارا پھیلا تو ڈہاکہ وہی ڈہاکہ کے تین پات کا مصداق ہو گیا۔ ڈہاکہ کا کاریگر مانچسٹر کے سوداگرون سے بہت ہی نیچے ہو گئے تھے خدا خدا کر کے اب کچھ [illegible] [illegible] کا موقعہ ملا ہے جا بجا ان کی جستجو [illegible]

سبھا میں دو دفعہ اندر کی آمد آمد ہے

پریچال نظارہ بازون کو مژدہ دیو منتظر شوق رہیں کو اطلاع دیجاتی ہے کہ اپنے اپنے پرپرزے جہاڑ کر کیل کانٹے سے لیس ہو جائیں۔ ابھی حیدرات کو ہمارے حضور شاہزادہ ولیعہد بہادر بڑے کر و فر کے ساتھ بمبئی میں وارد ہونے والے ہیں۔ آپ کے لیے جو کچھ دہوم ہوگی وہ ظاہر ہے۔ بھلا اس موقعہ پر بھی ہندی جانباز اپنی عالیہ مسلکی کا اظہار نہ کرینگے تو اور کب کرینگے بڑی دہوم دہام کے ساتھ حضور پرنور کو عام اہالیان بمبئی کی طرف سے ایڈریس دیا جائیگا۔

حضور بیگم ولیعہد کی اکہاڑ ابتدی بھی الگ ہوگی۔ یعنے یہاں کی عورتوں کی جانب سے ایڈریس زنانہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔

۹ نومبر سے ۱۳ نومبر تک بمبئی میں دن عید رات شب برات کا مضمون ہوگا یہاں کے اکثر بازاروں میں شاہی جلوس کا گشت ہوگا۔ ایک نئی سڑک کا افتتاح بیگم معظمہ کے نام سے کیا جائے گا اور اس راستہ میں اینج بینج [illegible] ایک عجائب خانہ کا بنیادی پتھر بھی حضور انور اپنے دست مبارک سے رکھینگے۔ غرض یہ کہ بمبئی والوں کی خوشقسمتی چند روزہ چہل پہل ایسی ہو جائے گی کہ مہینوں برسوں تک اوسکو یاد کرینگے اب یہ سوال کہ حضور شہزادہ بہادر کی تشریف آوری سے ہمکو کیا فائدہ پہنچیگا۔ یہ سوال بہت ہی ٹیڑھا ہے

انگریزی رعونت

گورنمنٹ کے دیسی ملازم آجکل اس شش کے
بیضاوی بھرے ہین۔ کہ ہیچ مدغم مربوہم
وہ تو یہہ سمجھتے ہین کہ قانون سب کے لیے
ایک ہے۔ گوری قوم ہو کہ کالی سب ایک ہی
شکنجہ مین جکڑے ہوئے ہین۔ اور واقعی
ایسا سمجھنا ہی چاہیئے۔ گورنمنٹ انگریزی
کے عدل و انصاف سے شیر بکری ایک
گھاٹ پانی پیتے ہین۔ ابتدا سے ابتک
یہی دستور العمل چلا آیا۔ لیکن اب اندیشہ
ہے کہ آگے چلکے کمزوری نہ پڑ جائے۔
کیونکہ پہلے یوروپین قوم مین رعونت
کا مادہ نہ تھا۔ اب البتہ اون مین یہہ
بادہ پیدا ہو چلا ہے۔ یہ کرزن بہادر کے
عہد مبارک کا صدقہ ہے۔ کہ یوروپین قوم
اپنے دل مین یہہ خیال کرنے لگی ہے
کہ ہندوستان ہمنے بزور شمشیر
فتح کیا ہے۔ اس خیال مین ایسا برقی مادہ
ہے کہ آسمان پر دماغ پہنچا دینا ادنی
کرشمہ ہے۔ اکثر نہین تو اس قوم کے بعض
افراد کا یقینی یہہ خیال ہو گیا ہے کہ کالا
لوگ کے مقابلے مین ہم شیر ببر ہین۔
ہمارے سامنے انکی ہستی ہی کیا ہے۔
قانونی شکنجہ انھی کے لیے۔ ہم اس سے
مبرا ہین۔ چنانچہ وہ یوروپینیت کے
نشہ مین ایسی حرکت کر بیٹھتے ہین کہ
دیسی عملدار چکر مین پڑ جاتے ہین۔
اگر وہ صاحب بہادر سے مزاحمت کرتے
ہین تو لات گھونسے کھانے کا اندیشہ
ہے۔ اور اگر گونگے ہو جاتے ہین تو اون کو

گورنمنٹ نالائق

سمجھتی ہے۔ اسپر یہہ بڑی خرابی ہے کہ اگر
وہ یوروپین قوم کے مقابلے مین قانون
پر عمل درآمد کرتے ہین۔ تو افسوس عملہ کے
یوروپین افسر حمایت سے کنی بچا جاتے
ہین۔ چنانچہ بریلی کے ایک اخبار نے
حال مین ایک ایسا ہی واقعہ شائع کیا
ہے۔ ایک انگریز بہادر بغیر ٹکٹ کے
ڈیرہ دون کے سکنڈ کلاس مین دھرکے
ہوئے تھے۔ ٹکٹ دیکھنے والے نے ٹکٹ
طلب کیا۔ اونہون نے دھتکار دیا۔ کہا تو
گدھا چلا جاؤ۔ ہم نہین جانتا کیسا ٹکٹ۔ تم
نہین جانتا ہم صاحب لوگ۔ ابتو ٹکٹ مانگا
اب اگر ایسی گستاخی ہوگی تو جانتا رسید
ہوگا۔ ٹکٹ چیکر ہندو تھا۔ اوسنے جو دیکھا
کہ صاحب بہادر کے پاؤن مین بڑے موٹے
تلے کا ولایتی بوٹ ہے۔ جسکا ذرا سا ٹھوکا
قلی کا مالک کالا لوگ کی تلی پھاڑ ڈالنے کے
لیئے کافی ہے۔ اس خیال سے وہ سہم کر رہگیا
لیکن بخیال نمک حلالی خفیہ کارروائی سے
باز نہ رہا۔ بذریعہ تار اوسنے بریلی سٹیشن ماسٹر
کو خبر دیدی۔ اور یہان گاڑی پہنچنے پر مسٹر
ٹکٹ کلکٹر کو بتا دیا۔ کہ صاحب بہادر بغیر ٹکٹ
لکھنؤ سے چل پڑے ہین انکو پکڑ کرو۔ اکسپرس کی
دستخط لیجیے وہ۔ ٹکٹ کلکٹر بھی ہندو تھا اسنے
ڈرتے ڈرتے صاحب بہادر کی خدمت مین عرضی
گذرانی کہ اے ہمارے گوشت پوست کے
مالک۔ اے ہمارے بخت تخت کے آقا۔ اے
ہماری دولت و ثروت کے مستحق۔ اے ہمارا
عزت و حشمت کی پناہ۔ اگرچہ

یہہ میرا مسخرہ نہین

کہ جناب کی خدمت مین کچھہ عرض کر سکون مگر کیا
کرون کمپنی کی ملازمت سے مجبور ہون اسلیئے بہزار
عجز و نیاز ٹکٹ طلب کرنے کی جرأت کرتا ہون
اگر آپ ٹکٹ جلدی مین نہ لے سکے تو مہربانی فرما کر
یہان محصول داخل کر دیجیے کہ کمپنی کی حق تلفی
نہ ہو۔ صاحب بہادر خاص الخاص ولایتی
تھے۔ اونکو اگر محصول دینا ہوتا تو وہین
نہ دیدیتے۔ اونہون نے جو محصول کا نام
سنا۔ تو ان کے سر پہ ہٹ دھرمی کا بھوت
سوار ہو گیا۔ اتنے مین ایک اور صاحب بہادر
تشریف لے آئے۔ جو سٹیشن بریلی کے
پلیٹ فارم کے انسپکٹر تھے۔ انکا نام مسٹر
بھوت تھا۔ اونہون نے ٹکٹ کلکٹر
سے کہا کوئی یہہ کیسا حجت ہے۔ یہہ
ہمارا دوست ہے۔ ٹکٹ نہین لیا۔ تو
کوئی پرواہ کا بات نہین۔ تم چپکا کان
دبا کے چلا جاؤ۔ اوسنے جواب دیا کہ
ٹکٹ چیکر نے میرے حوالے کرکے مجھسے
دستخط لیئے ہین مین کیسے درگذر کر سکتا
ہون۔ مین تو ضرور ٹکٹ لون گا۔ یا محصول
داخل کراؤن گا۔ انسپکٹر پلیٹ فارم
تو مجسم بھوت تھے۔ یہ کالا مانس کی حجت
کب برداشت کر سکتے تھے اونہون نے
آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ ایک ایسا تان کے طمانچہ
رسید کر دیا کہ ایک ہی ہاتھہ مین چودہ
طبق روشن ہو گئے۔ ٹکٹ کلکٹر بیچارا دبلا
پتلا نہ سنبھال سکا۔ چکر کھا کے سنگین فرش پر
گر پڑا۔ اور ایسا بری طرح گرا کہ ایک دانت بھی ٹوٹ گیا
اوسنے پولیس پولیس کرکے بہت غل مچایا مگر سنتے ہوئی

معرکہ آرائی

صبا تو میری جانب سے یہ جا کر پنچ سے کہنا
دیا ہے آگ ماتا بھی کیا ہی اچھے گھر مینا

شعلہ فشاں تقریر۔ شرر بار تحریر۔ بیہودی تقدیر۔ بچپن کے پیر۔ بمبئی والوں کے بے تقصیر دام ناکم۔ اٹھو اٹھو اوٹھو۔ ارے آگ لگی آگ لگی۔ اوں پنچ بہادر جان بہت۔ نکلو جلدی گھر سے باہر۔ آگ لگی ہے آگ لگی بیٹھے بہادر۔ پنچ بہادر آگ لگی رے آگ لگی۔ ارے کہاں آگ لگی۔ کدھر آگ لگی کیا کسی مارواڑی کے گھر میں آگ لگی۔ یا اگلے سال کی طرح کسی لکڑی کی بکھار میں آگ لگی۔ یا پچھتر ساٹھ کی انگریزی دھوتیوں میں آگ لگی تم بھی زرے باؤلے ہی ہو۔ اپنے شہر کی۔ اپنے محلے کی۔ اپنے ذات والوں (مسلمانوں) کی خبر نہیں رکھتے۔ اچھا تو جلدی سے کہہ ڈالو۔ کہاں آگ لگی۔ اب کیا بتائیں کہ کہاں آگ لگی۔ کچھ نہ پوچھو بس اتنا ہی جان لو اور اپنے اخبار میں لکھ دو کہ آگ لگی۔ اور بھنڈی بازار میں آگ لگی۔ مزا تو یہ ہے کہ اس غریب کا گھر بھی اسی گھر کے بازو میں واقع ہے جہاں یہ واقعہ ہوا۔

رات کے کوئی ساڑھے تین بجے ہوں گے کہ شور ہوا آگ لگی آگ لگی ہے تو دوالی دیکھکر روکی تھی کہ تشریف کا لا کر گھر میں لگا رکھا تھا ایسے چونک کر اور گھبرا کے بیٹھ کر سوچتے ہیں کچھ نہ پوچھو بیگم بھی بھلی چنگی سوتی تھیں کہ خدا جانے اتنی رات یہ شور کہاں سے۔ پہلے تو مجھے پڑا خراٹے لیتے دیا۔ اور آپ جھٹ جو دیا اوڑھا اور گھر کی باہر نکل کھڑی ہوئیں کہ جن میری ہی بیگم تھا۔ آخر کو محبت آ گئی۔ اور دل میں سوچی ہے بے کہیں ایسا نہ ہو کہ میں رانڈ ہو جاؤں۔ اس خیال کے آتے ہی بیگما جب جو تقصیر محل کے نوساد رہو گئیں جھٹ سے اپنی بھاوج کے میاں یعنے اپنے باپ کے بیٹے وہ ہوا اسکا (یعنے بیگم کا) بھائی غرض قصہ مختصر میرے سالے کو جگایا اور کہا بھیا میں تو انسے بولتی نہیں۔ تم انہیں جگا دو۔ ہے ہے کہیں میں رانڈ نہ ہو جاؤں۔ بہن کی ماتا نے ذکر کیا اور وہ ہمیں جگانے آیا۔ پھر اتنی تھوڑی سی پی ہی جو جلدی ہوشیار ہو جاتے اب وہ لاکھ لاکھ جگا رہا ہے کہ بھائی صاحب اوٹھو۔ اوٹھو۔ اوٹھو مگر ہم ہیں کہ انگڑائی لی اور پھر خاموش۔ پھر خراٹے لینے لگے ابتو اسنے پانی کے چھینٹے دینا شروع کئے۔ ہم ذرا ہوشیار ہوئے تو دل میں سوچے کہ اگر اسکے جگانے سے اٹھے تو کیا فائدہ۔ بیگم کو تو دو ہی کی بڑائی ہی رہا۔ تیں پھر کیا تھا میری پنچ! بیچنے بھی دل میں ٹھان لی کہ اب ہی جگائیگی تو اوٹھیں گے ورنہ یہیں جل کر بھسم ہو جائیگے لیجئے میں خدا جانے میری بیگم کو اپنے مرنیکا خیال آ گیا یا میری محبت نے جوش مارا۔ ایک ایکا یا تو چپ کھڑی تھی یا آکے میرے گلے لگ گئیں اور بولیں کہ تم نہیں اوٹھتے تو میں بھی تمہارے ساتھ ستی ہوتی ہوں۔ بس پھر کیا تھا ہے پنچ! ہم بھول کے کپتا ہو گئے۔ اور شکوے جو دلمیں تھے سو فراموش ہو گئے۔ جھٹ اوٹھ بیٹھے۔ باہر جا کر جو دیکھتے ہیں تو دھڑا دھڑ آگ چل رہی ہے۔ مزا تو یہ تھا کہ آسپاس محلے کے تماشائی ہو گئے اور دھڑا دھڑ پانی کے گھڑے ٹھلیاں ٹھنڈے۔ لوٹے پتیلے پڑنا شروع ہو گئے۔ اور گھر والے پڑے سو رہے ہیں۔ کسنے کہ گھر والے کہیں کہ جس دن پر جب دوزخ کی آگ حرام ہے تو دنیوی آگ کیا کرے گی۔ خدا بچائے گھر والے بھی دوالی دیکھنے گئے تھے کہ انہیں خبر نہ ہوئی جب آگ ادھر تک پہنچی تو عورتوں نے غل مچانا شروع کیا۔ غرض جناب بڑی مشکلوں سے آدھی آگ تو ہم نے بجھائی۔ اور آدھی انجن والوں نے۔ مگر یہ جو کچھ بھی ہو ہماری بیگم سے تو ملاپ ہو گیا۔

میاں تم ساری کتھا تو سنا گئے مگر یہ کہا کہ زلیخا عورت تھی یا مرد۔ ارے میاں یہ تو کہو کہ کہاں آگ لگی۔

ارے ہاں یار۔ سچ تو ہے۔ اپنی بیگم کے ملاپ کی خوشی میں ہم یہ بھی بھول گئے۔ مسٹر جی سید رفاعی صاحب کے بھنڈی بازار والے مکان میں آگ لگی۔ نقصان بالکل ہی کم ہوا۔ خدا نے بڑی خیر کی۔

ذاتقسمن

— وکیل رپورٹر

لال پردے کی پیاں

وہ پیچ میں یہ لال پردے کو
ماہ رمضان میں لگا دیکھا

جانِ من پنچ ۔ قیامت سے بھی دو دن زیادہ زندہ رہو۔ اور شباب عمر ہماری آرزو کی کی طرح دن دونی رات چوگنی ترقی کرے گلشن جوانی مدام عشاق کے لئے سرسبز رہے۔ یاد ہے کیا عالم خواب میں کسی نازنین کے ہراویش سناتے رہے جو ابتک اسکا اثر دماغ میں چکر لگا رہا ہے۔ کیوں نہ ہو دن بھر سرخ رنگ والی نازنینوں کے بدنما حسن سے آنکھ سینکتے رہتے ہیں۔ عالمِ بیخبری میں بھی ہمیں دکھائی نظر آتا ہے۔ کیونکہ جہاں شاہ قند شریف میں

عید ہے کہ جس میں الرجوہ خیریت ہوگی حضور کو ان مبارک دنوں کی خیر و برکات سے آپنے خوب حظ وافر حاصل فرمایا ہوگا۔ یہی دیناب علیہ الرحمہ کی دلی تمنا یہ ہے کہ کم از کم ۲ مہینے رمضان المبارک کا ظل عاطفت ہمارے سر و بر ہے خوب بھی ہے ہر روز عید نسبت کو حلوا خورد کیجئے یہ شان حقیق کے جلوا سرو اسرار حکمت سے مملو ہوتے ہیں۔ آمین یہی کری حکمت ہے تاہم صرف ایک مہینے میں بعض اس شکر بند و دعا کرتے ہیں کہ کب آپ تشریف لیجائیں اور کھلے بند بلا روک ٹوک چرتے چرین جنت اب بھی شکم پروری میں کیا کسر باقی رکھتے ہیں۔ متولین تو ذلیں روزہ رکھکر منت کی زحمت کیوں مول لینے لگے۔ باوجود آسودگی اور فارغ البالی کے بھوک کی تکلیف سہنا شیوہ عقل سے کوسوں دور ہے۔ قربان اس بیماں کے تمام سال میں ایک مہینہ روزہ رکھنا مصیبت ہوتی ہے۔ رہے غریب وہ کچھ نہ کچھ رکھ لیتے ہیں۔ ہاں ہمن چربی والے مفلسین بھی ابھی متولین کے ہمقدم ہیں۔ لال پردہ نیز در پردہ یہ استفادہ ہے کہ ان مقامات میں وہی عصمت کی وہ دلربائیاں آسکتی ہیں جو اس جائے گہ ماہ کو دیکھتے ہی ایام مقررہ میں گرفتار ہو جاتی ہیں۔ کبھی کسی ہوٹل کے دروازے پر بیٹھکر تماشہ دیکھیے۔ کئی ایک ریشیں ہنجم مرد و ورانہ خوف خدا و رسول کو بالائے طاق رکھ حاجت روائی کے لئے آتے ہیں۔ اگر لال پردہ جا کر ملاحظہ کیجئے تو تعجب خیز سین نظر آئے گا کہ ایسے مقابل دنیا بھر کی مستورات [illegible] کسی کونے میں کوئی خدا [illegible] شخص میں فرق [illegible] جالیس [illegible] [illegible]

لیکن علاء المشائخ کا شوق ابتک چڑا رہا ہے جو انوں کی ادا ہی نرالی ہے۔ عالم شباب کی امنگیں اور ٹھیلا ہیں لاکیسے خاموش کیوں بچنے لگا۔ گیارہ مہینے کی ریاضت کا پھل اسی مہینے میں حاصل ہوتا ہے۔ ان پبلک ہاؤس والوں کو لے دعا کرتے ہیں جنکے باعث پیٹ شکم کی پرورش میں سہولت ہو جاتی ہے۔ کئی ایک نے تو بیت الخلا اسکے لئے مناسب جانا ہوا ہے۔ محبان خدا حامیین کی تیز نگاہوں سے بچنے کو لے چند دنوں تک لال پردہ ہینگ جاتا ہے مرد بھ سے خارج ہو جاتے ہیں۔ بعض یار لوگ فرضی بیمار بنکر ڈاکٹر کی ہمیوں یا شیشی لیکر ڈاکٹروں کے گھر پر جا دیکھتے ہیں۔ راستے میں کسی نے دریافت کیا تو ناک منہ چڑھا فرماتے ہیں کہ ہماری طبیعت نادرست ہے۔ اسے قربان اس ناز و ادا کر صحت جسمی بھی ہوتے وہ دیئے بغیر رہتے سے ۳ کو رمضان ترپڑ و بیمار ہاتھ میں شیشی و دیریں جو وہی مریض لال پردہ کی آڑ میں قورمہ پلاؤ اڑاتے ہیں۔ حضرت رمضان گئے اور ان کا وضع عمل لے تو بروضع مرض ہوا۔ اور مریض تندرستوں سے زیادہ چست و چالاک نظر آنے لگے۔ گیارہ مہینے تک بیماری پاس بھی نہ پھٹکیگی۔ بکرون اور مرغوں کا مجرب خاص دفعیہ مرض کے لئے تناول کیا جاتا ہے۔ رمضان المبارک میں مستورات کا نیا گروہ پیدا ہوتا ہے۔ سچی بیگم آپ بھی جہاں موجود ہیں کئی ایک شہروں کی زمین قدموں کے تلے سے نکل ہوگی۔ سچ کہا جو تماشہ ماہ صیام میں اس شہر میں ہوتا ہے دوسری جگہ کی نظیر تلاش کرنے سے بھی دستیاب نہوں گی۔ محبان خدا حامیین کا اس درجہ خوف غالب ہوا کہ

کہ کونے گوشہ میں چھپکر بسر کرتے ہیں جیسا کہ جناب ناظر کہا ہے اچھی طرح کھلے بند ان لوگوں نے جب خدا و رسول نرہا تو دنیا کی شرم کا ہیکا کیا ہے۔ جہاں دو کی شکل دیکھتے ہی شرم و حیا سے خود چکر ہو جاتی ہے۔ شرم چہ کتی ست کہ پیش مردہ خوان بیاید الله جل جلالہ کے نزدیک دنیا و غیرہ کی تمام باتیں ظاہر و باہر ہے۔ ستر لال پردے میں دیکھ لیں مگر لیکن اس ذات مقدس سے مخفی نہیں۔ جبکہ ہمارے ایسے ناشائستہ افعال ہوں تو بلا طاعون خانہ کیلئے تشریف لیجائیں۔

داقعہ

واہ کیا خوب لال پردہ ہے
خوب کیا ہے تمام گندہ ہے

بقیہ لسان الصدق

ضد یہی ہے کہ مری بات رہے

بچوں کے سرتاج پنچ بہادر۔ السلام علیکم کا گچھا۔ آداب کا گچھا۔ تسلیمات کا دستہ۔ بندگی کا گجرے۔ گوڈ مارننگ کا گلدستہ۔ تسلیم کی چوڑی بڑی ڈالیوں میں پیش ہے۔ امید کہ نذر دہ جاتا ہے میرا تحفہ ملاحظہ فرما لیجیے گا۔ فرمائیے مزاج کیسا ہے۔ کچھ جو معیت ہو وہ کی بھی خبر ہے ہرگز نہیں۔ ارے میاں تم کون ہو۔ جو منہ سویرے سویرے سے جو اب دت کو در دولت پر آ دیکھے۔ بیجا اپکا فرمانا بجا ہے۔ سویرے سویرے سوائے مجھ بدنصیب کے اور کون آئیگا در دولت پر حاضر ہوگا۔ دنیا بھر کے لوگ اپنے کاموں سے فارغ ہوکر شام کو اپنے اپنے آشیانہ یا تو پر آستانہ کی طرف لوٹ جاتے ہیں ایک ہم لوگ ایسے بدنصیب ہیں کہ ہم صبح سے ۱۱ بجے رات تک کام میں

مشغول رہتے ہیں۔ پھر چار بجے علی الصباح حاضری کا
خیال دامنگیر رہتا ہے۔ پھر وہی بکی بکی باتیں خبر کا
سر پیر۔ تم کون ہو۔ جلد اپنا مطلب کہو۔ رنج پھر
سے بہنے لگے۔ چلنے پھرنے سے نظر آؤ۔ میرا نام پنچ ہے۔ آئے
خدا جانتا ہے۔ [illegible]
آپ مسلمان ہیں۔ خوار فیاض ہیں۔ دنیا بھر کے
فریادی آپکے دردولت پر حاضر ہو کر اپنا اپنا مطلب
کہہ سناتے ہیں۔ منزل مقصود کو پہنچ جاتے ہیں۔ اسلئے
ہم لوگ بھی امید سے آپکے دردولت پر آ دھمکے۔
اچھا کہو بھی کیا مطلب ہے۔ کیا فریاد ہے۔ تم لوگ
کون ہو۔ کیا مصیبت پڑی ہے۔ معقول تم پر
کیسا بگڑا۔ ہونا تھا تمہاری قسمت۔ اچھا حضرت
سناتا ہوں۔ آپ ضروریات سے فارغ ہو جائیں
آرام کرسی پر لیٹ جائیں تو کہتا ہوں۔ قصہ طول
طویل ہے۔ عجب بلا ہے مفت دماغ چاٹے جاتا
ہے۔ کچھ کہتا ہی نہیں ہے۔ جلد اپنا مطلب کہو۔
ورنہ۔۔۔ اچھا حضرات سماعت فرمائیے۔ ہم
لوگ کلکتہ ٹراموے کمپنی کے کنڈکٹر ہیں۔ آیا
خیال شریف میں۔ یعنی ٹکٹ دینے والے پیسہ وصول
کرنے والے۔ چار بجے صبح سے بارہ بجے رات تک
کام کرنے والے۔ میلے کچیلے کپڑے والے۔ ابتر مزدور
سمجھے کچھ ذہن میں آگیا ہوگا سمجھا آپ نے
ہاں ہاں ہاں۔ پھر کیا ہوا۔ او جناب جب سے
یہ انگریزی ٹرام کلکتہ میں چلنا شروع ہوا ہم
لوگوں پر ظلم بڑھتا گیا۔ ظلم کی حد ہو گئی۔ کوئی
بھی خبر نہیں لیتا۔ اس میں سب قوم کے لوگ
بھرے ہیں مگر نصف سے نصف مسلمان ہونگے
اسی سبب سے آپکے دردولت پر حاضر ہوا ہوں۔
اسلام کا تو پہر فرض ہے کہ غریب مسلمانوں کی دستگیری
کریں ورنہ بے موت مر جائینگے۔ اچھا کہو کیا
کیا ظلم تم لوگوں پر ہوتا ہے۔ ناظرین اخبار خدا

معاف فرمائیں۔ تھوڑی سی سمع خراشی تو ضرور ہوگی
ازراہ کرم بغور ملاحظہ فرمائیے۔
(۱) علی الصباح چار بجے حاضر آؤ۔ اگر دیر
ہوگئی تو دن سے افسران مافوق نے رپورٹ
کردیا۔ بس پھر کیا ہے ایک روپیہ فائن ہوگیا
ہزار عذر پیش کرو۔ مگر کون سنتا ہے۔
(۲) پھر ٹکٹ کاٹنے کا جو آلہ ہے اسکا
نام پنچ ہے اس کے اندر ایسا حساب رکھا ہے
کہ جتنا ٹکٹ کاٹا جاتا ہے شمار ہو جاتا ہے۔ مگر
کنڈکٹروں کو معلوم نہیں ہے کیونکر حساب
کیا جاتا ہے جو اسکے بنانے والے ہیں۔ وہ
جانتے ہیں۔ وہ فاضل بتا دیتے ہیں۔ جتنا فاضل
ہوا چپہ پائی اسکے حساب سے کنڈکٹروں کے
مشاہرہ میں وضع کیا جاتا ہے۔ جب مشاہرہ
ملا تو کسی سے ۱۰ کسی سے ۱۲ وضع کرلیا جاتا ہے
کہ یہ پنچ شورٹ ہوا ہے۔
(۳) تار کٹ جانے سے ڈسمس۔ دو برس
پہلے تار کٹ جانے پر فائن ایک روپیہ یا دو
روپیہ ہوا کرتا تھا۔ مگر اب بلا عذر ڈسمس کیا
جاتا ہے۔ کسطرح کام کیونکر کرنا۔ کچھ نہیں سنتا
جاتا ہے۔
(۴) رخصت ایک مہینہ سے زائد نہیں ملیگی
عام اس سے کہ ایک برس بعد لینا چاہے یا پانچ
برس بعد لینا چاہے۔ وہ بھی بلا مشاہرہ۔ انگریز
ٹریم جاری ہونے کے قبل تین ماہ کی رخصت ایک
درخواست پر ملا کرتی تھی۔ اسکے اندر کوئی بیمار
ہوگیا تو ڈاکٹری سرٹیفکٹ دینے سے اور بھی
رخصت ملجایا کرتی تھی مگر اب یہ عمل جاری
کیا ہے کہ ایک مہینہ سے زائد نہ ملیگی۔ آپ
غور فرمائیں کہ جو شخص دور دراز کا رہنے
والا ہے اور سنے دو برس بعد رخصت لی۔

جس میں سے ایک ہفتہ تو دو سکو جہاز مشاہرہ وغیرہ
لگنے میں ہو جاتا ہے۔ بقیہ تین ہفتہ رہے۔ جو دو چار
دن ریل میں گذر جاتے ہیں۔ پھر دو دن قبل واپس
آئے۔ کل دو ہفتہ مکان رہ سکتا ہے۔ مکان
سے درخواست بھیجی کسی نے دی وہ نامنظور۔ ہفتہ
دو ہفتہ آنے میں دیر ہوئی تو بلا عذر ڈسمس
کیا جاتا ہے۔ بتائیے انصاف کے یہی معنی ہیں
جو شخص گورنمنٹ میں نوکری کرتا ہے ایک برس بعد
ایک مہینہ کی رخصت نصف مشاہرہ کے ساتھ ملتی
ہے۔ ہمارا ٹراموے کمپنی گورنمنٹ سے بھی بڑھ گئی۔
(۵) انسپکٹروں کا رپورٹ۔ عام اس سے کہ کسی
قسم کا رپورٹ ہو۔ جھوٹ ہو یا سچ ہو۔ بلا عذر
دن سے فائن ایک روپیہ یا [illegible] کر دیا
جاتا ہے۔ کوئی عذر معقول پیش کرے تو وہی جواب
ملتا ہے کہ باہر جاؤ۔ بیشی بات نہیں مانگتا ہے
علم نہیں تو کیا ہے۔
(۶) اسٹارٹروں کو اختیار دیا گیا ہے کہ بلا عذر
کنڈکٹروں کو سسپنڈ کرو۔ جسطرح کا کپڑا پہنا
یا جوتا صاف نہیں ہے یا کوئی کام کرتے کرتے
بیمار ہوگیا۔ کنڈکٹر نے عذر کیا کہ ہم کام کے
قابل نہیں ہیں۔ فرصت ملے۔ اسٹارٹر صاحب
Suspend atonce سسپنڈ ایٹ ونس
کر دیتے ہیں۔ تاوقتیکہ آفس سے حکم نہ آئے۔ کام
کرنے نہیں ملیگا۔ آپ غور فرمائیں کہ دو سورٹ
کپڑا ملتا ہے۔ ایک دھوبی کے یہاں رہتا ہے۔
آ شہر میں روز دھوبی دے جاتا ہے۔ کہانتک
صفائی سے رہ سکتا ہے۔ کلکتہ میں جس شدت
کی گرمی پڑتی ہے اس سے کون شخص واقف
نہیں ہے۔ ایسی حالت میں ایک سوٹ دیکر
کے ساتھ صفائی سے کام کرنا غیر امکان ہے
یا نہیں۔ ٹرافک سپرنٹنڈنٹ کا مطلب یہ ہے

کہ جو کچھ انکو ملتا ہے وہ سب صفائی مین خرچ کر دو
کام اسسے کہ انکو کھانے کو بچے یا نہ بچے کچھ مطلب نہیں
علاوہ برین ہر افسران کو اختیار دیا ہے کہ کنڈکٹرون
کو سسپنڈ کر دیا کرو - کوئی بھی پوچھنے والا نہیں ہے
کہ تمپر کیا مصیبت پڑی - الکٹرک ٹریم کے پہلے یہ
ظلم تھا سوائی آفس کے حکم کے کسی کو اختیار سسپنڈ
کرنیکا نہتا - منیجنگ ایجنٹ سوا کسیکو ڈسمس کرنیکا اختیار
نتھا اب منیجنگ ایجنٹ صاحب آنجہانی ہو گئے اور نہ کبھی نہین
دیکھتے کہ کون مرتا ہے - اب منیجنگ ایجنٹ اگر ہین تو
مسٹر وال صاحب ہین -

(۷) ہر ڈیپارٹمنٹ مین یہ قاعدہ ہے کہ جو سپیر اپنے
کام کا ماہر ہوا تو اسکی ترقی کیجاتی ہے - الکٹرک ٹریم
کے قبل ٹراموے کمپنی مین بھی یہ قاعدہ تھا کہ تین
چار برسکے کنڈکٹرون کو ٹکٹ انسپکٹر بنایا جاتا تھا
مگر اب کچھ نہین دیکھا جاتا ہے کہ کون کتنے روز کا
کام کرتا ہے - کون مستحق ہے - اب ایک جینیہ جو کنڈکٹری
کرتا ہے وہ انسپکٹر بنایا جاتا ہے جو لوگ دس بارہ
برس سے کنڈکٹری کر رہے ہین انکو ترقی نہین ملتی
روزانہ تبدیل تغیر ہوا کرتا ہے - اور ہر چند ماہ سے ایک
مسٹر جے لین صاحب بہادر اسسٹنٹ ٹرافک منیجر ولایت
سے مقرر ہو کر آئے ہین سوائے انگریزی کے ہندی
یا اردو - بنگلہ مطلق نہین سمجھتے - انکو مسٹر وال
صاحب نے معمولی رپورٹ حوالہ کر کے ہر ہر ڈپو مین
بیٹھا شروع کیا - صاحب بہادر ما شاء اللہ جوان
تند مزاج ہین - سوائے فائن کرنے کے کچھ پڑھا ہی نہین
ہے - فائن کی مشق اتنی بڑھی ہوئی ہے کہ شاید
ہی کوئی آپکے دست شفقت سے بچا ہو - بقول حضور
غالب سچ بات پر جان زبان کٹتی ہے وہان بات
بات پر تنخواہ کٹ جاتی ہے - آپکے برابر کوئی
کیا ملک محروم ہو سکتا ہے - بیتا عدہ چھینٹ دینا تو
فائن بیوقوف اگر سگنل دی تو فائن - کھنکار دیتی

ہوگئی تو فائن - غرضیکہ یہ ہے کہ کیسی ذرا سی بھول چوک
ہو سوائے فائن کے صاحب بہادر دوسری بات
نہین جانتا - صاحب بہادر کیا ہے سکہ کاٹنے کی
مشین ہے - ہر مہینے خاصی معقول رقم جرمانہ جات
کی آپکی بدولت کمپنی کو بچ رہتی ہے - قرینہ سے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ صاحب بہادر حد سے زیادہ
نمک حلال اور قومی خیرخواہ ہین - اپنی تنخواہ کا
بار کمپنی پر نہین ڈالنا چاہتے - (باقی آئندہ)

راقم

کنڈکٹران کلکتہ ٹراموے کمپنی

بقلم ع - ح - ر - بابو پوری از کلکتہ

بنسرا بائی بھی مسلمان ہوگئی

ہائے ہیرا! ہائے ہیرا!! لے یہ ہائے ہیرا!!! چٹاخ -
پٹاخ - پہ لگا دو لگے - دھڑا دھڑ دھڑ - لو یار ڈالا
ڈسنے لگے رام دہائی - سرکار کی دہائی - حالی او -
مالی او - او میان پنچ بہادر - خدا کے لئے
ذرا دیکھنا - آپکے در دولت کے نیچے کیا ہو رہا ہے
کیسے چٹانے کی آواز ہے - کون مار رہا ہے -
اجی حضرت بات نہ پوچھو - لڑائی ہو رہی ہے -
مگر کس غضب کے بے رحم اور نڈر ہین کہ ہرگز نہین
ڈرتے - اور تڑاخ تڑاخ پٹاخ جو آتا ہے چلا
جاتے ہین - ایک لگتا ہے - دوسرا آکر اوپر
آپڑتا ہے - خدا جانے ان مین کوئی برقی طاقت
ہے کہ جوتے مارتے ہی نہین تھکتے - سرکار
والا مدار ذرا تماشا دیکھئے - کسپر مار کٹائی ہو رہی
ہے - یہ کون گرا پڑا ہے - خون کس کو نکل رہا
ہے - پسلی کس کی ٹوٹ گئی - وہ چلاتے کون
صاحب ہین - یا خانہ کس کا نکل رہا ہے - پیشاب
کس کا خطا ہو رہا ہے - حضرت یہ کوئی دھرتی
پرشاد معلوم ہوتے ہین - لیجے ذرا جانا - حال

معلوم کر کے پوری رپورٹ حضور اپنجاب کے پیش کرتا -
عالیجناب پنچ بہادر! بندہ آگیا - بتاؤ دونون
کون ہین - اور بیچارے دھرتی پرشاد وان کی
گت بنا رہے ہین - سرکار پنچ بہادر دو مولوی
ہین - ایک لاہور کا ہے - دوسرا رسول نگر کا -
بیچارے آریون کی وہ درگت لاڑکانہ مین بنا
رہے ہین کہ خدا ہی بچائے - ۲۰۰ آدمیون کو آج تک
مسلمان بھی کر ڈالا ہے - کل جمعہ کے دن بنسرا بائی
بنت اگرائے قوم جٹ مسلمان ہو گئی جسکے
مسلمان ہونے پر دھرتی پرشاد بڑے تڑپائے -
مگر تڑاخ پٹاخ نے پیشاب کی جھاگ کی طرح بٹھا دیا
مین قربان اور صدقے - اسلام کا بول بالا -
اور حاسدون کا منہ کالا -

راقم

خریدار پنچ بہادر نمبر ۱۰۷۱ از لاڑکانہ

بغیۃ المحتاج ترجمۃ المنہاج

منہاج الطالبین جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب مین بہایت مستند
کتاب ہے اور جسکے مصنف امام نووی رحمۃ اللہ علیہ ہین آج تک
عربی مین تھی ان حضرات کو فائدہ پہنچاتی رہی اردو پڑھنے والے اس سے
بہرہ مند نہین ہو سکتے تھے اس وقت کی ضرورت کو دیکھ کر محض برائے عام
بے بہا فائدہ مثل اہل دیو اشہر مولانا مولوی حکیم شیخ احمد صاحب حیدر
نور اللہ مرقدہ زبیدی جالندھری اور ترجمہ مع حواشی اردو مین مع
فرمایا ہر مسئلہ اور اسکی اختلاف مذہبی ہر قول کو مع ترجمہ بہایت
خوبی کے ساتھ لکھا ہے جسنے اپنی قوم اور ملک کو فائدہ پہنچایا ہے
اسکی اشاعت کا انتظام کیا جو اس کتاب کی دو جلد مین ختم ہے
اسکی پہلی جلد چھپکر شائع ہو گئی دونون جلدونکی قیمت ستے روپیہ
ناظرین خرید کر امید کہ شائقین علم فقہ بہت جلد فرمائش بھیج
دینگے ورنہ دوبارہ نہین طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑیگا -
المشتہرون مولوی محمد عبد الحمید مینیجر و شرکا وہ تاجران کتب مطبعہ
مفید عام اسٹیشن روڈ مروٹ ضلع ہندوستان بمبئی بازار بمبئی

نامی گرامی کارخانہ عطر شہر قنوج

ہمارے کارخانہ مین ہر قسم کے عطر و روغن خوشبودار و سینٹ لیونڈر ولایتی مربہ جات و گلقند و عطردان کانچ و چوبی و شیشیان گنٹر و لاتی و نشا و نول و عرق کیوڑہ و گلاب و جوہر خشک لیمون وغیرہ و پارچہ سردائی یعنی فصل جاڑے از قسم فرد و ڈرائنگ پوش وغیرہ قنوج کے چھپے ہوئے و روغن دراز کی بال و خضاب بال کالے کرنیکا و عرق حسن یعنی بال صفا و منجن دندان اور ہر قسم کے مال نہایت عمدہ کفایت اور ایمانداری سے ملتے ہین ۔ درخواست آنے سے فہرست کلان مفت ارسال کیجاتی ہے ۔ تمام خطوکتابت زبان انگریزی مرہٹی گجراتی و ناگری و اردو مین ہونا چاہیے ۔

مختصر فہرست

عطر گلاب فی تولہ و گرنسے ۲ روپیہ تک ۔ روح گلاب فی تولہ ۱۶ روپیہ تک ۔ عطر کیوڑہ و حنا و موتیا و شمامہ و چنبیلی و جوہی فی تولہ ۱۲ سے ۲ تک ۔ عطر مولسری و چمپہ و خس و زعفران و بیلا و جاہک فی تولہ ۳ سے ۲ روپیہ تک ۔ روح خس روح باڑی فی تولہ ۱ سے ۸ تک ۔ عطر صندل ۱ سے ۳ تک فی تولہ ۔ روغن بیلا و چنبیلی و موگرا و حنا و کیوڑہ و مسالہ فی سیر ۲ سے ۱۰ تک ۔ عرق گلاب و کیوڑہ ۱۰ روپیہ فی سیر تک ۔

پتہ

مکھن لال مین سنگہ ابن حسن لعل جنٹ قنوج ضلع

جاشوسونکی بورٹین

ماسکو کی علمی جماعت نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ اپنی گورنمنٹ برپا کر دیجائے اور شہنشاہی گورنمنٹ سے آزادانہ طور پر الگ اپنے امورات فیصل کیے جائین ۔

ایک تازہ خبر مین ظاہر کیا گیا ہے کہ ساعت بساعت روسی گورنمنٹ کی حالت نازکتر ہوتی جاتی ہے ۔ ہر چہار طرف سے جو تار برقی موصول ہوتی ہین اونسے پایا جاتا ہے کہ عام ہڑتال نے گورنمنٹ کی حالت فالج زدہ کی سی کر دی ہے ۔ کل روس مین ایک ٹرین نظر نہین آتی اور نہ کوئی اخبار شایع ہوتا ہے ۔ لوگ بیکار محض اپنا وقت ٹال رہے ۔ کل مدارس کالج اور یونیورسٹیان بند پڑی ہین ۔ سخت شورش کی وجہ سے ماسکو کا سلسلہ تار برقی اور ٹیلیفون بھی درہم برہم کر دیا گیا ہے ۔ اوڈیسہ کا سلسلہ تار برقی بھی منقطع کر دیا گیا ہے ۔ ٹاؤن کونسل نے اپنی حفاظت کے لئے ایک خاص فوج مرتب کرنے کا ارادہ کر لیا ہے ۔ ریوال کے رئیس بھی بغاوت پر آمادہ ہوگئے ہین ۔ اور وہان کا تھیٹر جلا کر خاک کر دیا گیا ہے ۔

تہران ۔ پرزیڈنٹ سرکاری انگلو سینٹ پیٹرزبرگ مین شایع ہوا ہے ۔ مملکت کی معمولی حالت عرصہ تک ایک دم نہین بدل سکتی رعایا جدید انتظام حکومت اور جدید قوانین انقلاب اس حالت مین دیکھ سکتی ہے کہ یہ بدعملی موقوف ہو جائے ۔ اس اثنا مین پرانے قوانین پر لا محالہ عمل درآمد ہوتا رہیگا اور اگر اس حالت مین رعایا گورنمنٹ کی امداد کرنے مین پس و پیش کریگی تو اسکا خمیازہ اسے بھگتنا پڑیگا اور وہ خود اسکی ذمہ دار ہوگی ۔

روسی سپاہ از سر نو اوڈیسہ مین باغیون پر رعب جما رہی ہے اور شورش کرنے والون کو منتشر کر رہی ہے ۔

اکثر روسی مقامات سے قتل و غارت اور یہودیون کے کشت و خون کی خبرین ملتی رہتی ہین جس مین پولیس اور فوجی سپاہ کی شرکت پائی جاتی ہے ۔

جناب ایڈیٹر صاحب زاد عنایتہ ۔ تسلیم کے بعد گزارش عام آپکو اطلاع دیجاتی ہے کہ مین نے ایک مکان چار منزلہ نمبر ۲۰ کورٹولہ سٹریٹ مین خرید کر بغرض مسافرخانہ وقف کر دیا ہے تاکہ مسلمان بھائی خواہ امیر ہون یا غریب بلا کسی اجرت کے مکان مذکور مین قیام کرین لہذا آپ براہ عنایت اپنے اخبار مین اس خبر کار خیر کو شایع کر دین تاکہ ہر ایک ادنی و اعلی مسلمان بھائی اس خبر سے فایدہ مند ہون ۔ اور کلکتہ جیسے وسیع شہر مین قیامگاہ تلاش کرنے مین دقت و زحمت نہ اوٹھانا ہو ۔ والسلام مع الاکرام

راقم

شیخ حاجی بخش الہی
سوداگر سگرٹ ۔ کلکتہ کورٹولہ نمبر ۲۰

اجمیر مین قحط ترقی پر ہے۔ فصل خریف قطعی برباد ہوگئی ہے۔ رفع تکلیف کے لیئے ایک کمیٹی بیٹھی۔ فاقہ کش واویلا کر رہے ہین۔

سر اینڈریو فریزر صاحب لاٹ بنگالہ ماہ نومبر مین آگرہ تشریف لائینگے۔ جہان پرلارڈ کرزن سے ملاقات کرینگے۔

جدید صوبہ مشرقی بنگالہ و آسام کے لاٹ صاحب مسٹر فولر بھی اسی موقع پر آگرہ مین آئینگے۔

مسٹر سورلیس کمشنر ملک سندھ ڈیڑھ سال کی رخصت پر جاتے ہین۔ مسٹر ینگ ہسبنڈ اون کے قائمقام ہونگے۔

یہ بات کہ گیا نشرقی مین ۲۶ ویں پلٹن پٹھان کی ایک جماعت تبتیون نے کاٹ ڈالی ہے بالکل بے بنیاد نکلی۔

جہلم مین گورنمنٹ سکول ڈس انفکٹ کیا گیا۔ چوہے گھر گھر نکلتے ہین۔ چھاؤنی سے آنا جانا قطعی بند کیا گیا۔

سیالکوٹ مین پنجابی مسلمانون کی ایک نئی کمپنی سفر مینا بھرتی کرینگے۔ یہ ریلوے کی حفاظت کریگی۔

ترتاس کے عدیار صاحب کے تالابا مین دو دون گوگھاٹ کم کچاریان بند کیے گئے۔

سوما لی لینڈ کے ملا عبد اللہ کے متعلق تازہ ترین خبرون سے ظاہر ہوا کہ وہ بندرگاہ نلازم کے اردگرد دوڑے مار رہا ہے۔ یہ بندرگاہ اٹلی کی قلمرو مین واقع ہے بلالحاظ میجرون نے ملا کو تکلیف پہنچائی تھی جسکے ملاحظہ سے گورنمنٹ اٹلی نے انکار کر دیا لہذا بذات خود انتقام لے رہا ہے۔

چونیان (ضلع لاہور) کی عجیب خبر ہے کہ ایک شخص مصنوعی قاضی تحصیل کا منشی بنکر تحصیل دیپالپور کے دیہات سے فیس نکاح خوانی کا بہت سا روپیہ بٹور کر کافور ہو گیا۔ قاضی صاحب اور دیگر لوگ اوسکی تلاش مین سرگرم ہین لیکن ابھی پتہ غائب ہے۔ یہان کے تین دیہات مین سخت ژالہ باری ہوئی۔ اسکے باعث فصلین تباہ ہوگئین خصوصاً فصل کپاس کا بہت ناس ہوا ہے۔

زلزلہ زدگان کانگڑہ کا امدادی چندہ ۱۳ لاکھ ۹۰ ½ ہزار سے بھی تجاوز کر گیا۔

۲۰ اکتوبر تک زلزلہ زدگان کی امداد پر ۹ لاکھ ۸۸ ½ ہزار خرچ کر چکے ہین۔

یہ بات کہ ضلع کانگڑہ مین گڑ پر محصول آبکاری کی زبردستی کی گئی ہے سراسر بے بنیاد ثابت ہوئی ہے۔

آگرہ کے مندر منکامیشور مین سودیشی پرچار کے متعلق ایک عظیم الشان جلسہ کیا گیا۔ دس بارہ ہزار ہندو مسلمان تھے۔

کلکتہ مین بندے ماترم کا فرقہ راہگیرون سے بھیک مانگتا ہے۔ قومی فنڈ مین یہ پیسہ جمع کیا جاتا ہے۔

مراد آباد مین انگوٹھے کے نشان کا ایک سنگین مقدمہ پیش ہے۔ پنڈت کنہیا لال سرکاری افسر ماخوذ ہے۔

تبت کے تاشی لامہ اور بھوٹان کے ٹونگسہ پنلوپ بھی ملاقات پرنس کو کلکتہ آئینگے۔

پنجاب کی پرائمری سکولون مین اردو فارسی کی جگہ پنجابی کی تعلیم کی خواہش نامنظور کی گئی۔

برما ریلوے کی شاخ سانگنگ سیڈین ۲۲ جگہ سے بہ گئی۔ طوفان بڑے زور شور سے آیا تھا۔

رنگون مین نمایش اسپان کا مشہور سالانہ میلہ ۱۵ اور ۲۷ جنوری آیندہ کو قرار پایا ہے۔

دہلی کے لیئے جنرل نکلسن صاحب کا بت یادگار لندن مین تیار کیا گیا ہے وہان کی نمایش اکیڈیمی مین اوسکی کاریگری کی تعریف کی گئی ہے۔ وہ عنقریب ہند روانہ ہوگا اور دہلی کے پارک مین نصب کیا جائیگا۔

بنگال کے قومی فنڈ کے قایم کیئے جانے کی خبر لکھ چکے ہین اب اسکے متعلق یہ دریافت کرنا مسرت ہوگا کہ ۱۶ اکتوبر کو صرف چند گھنٹون مین ۳۰ ہزار روپیہ جمع ہوگیا۔ چندہ کی رقمین بھی بڑی بڑی نہتین بلکہ ایک ایک پیسہ تک اکٹھا کیا گیا ہے۔ علاوہ ازین ہجوم کی کثرت سے جو دو لاکھ سے کم نہین تھا بیسیون آدمی چندہ نہ دے سکے۔ ابتک چندہ وصول ہو رہا ہے جو امید ہے کہ بہت جلد لاکھون تک پہنچ جائیگا۔

انبالہ فیروزپور لاہور اور ملتان مین کپاس کی فصل کو مینہ نے بہت نقصان پہنچایا۔ لائلپور مین مینہ سے فصل کپاس بالکل ستیاناس ہوگئی ساکہ کہ ابھی اسنے اپنے دست شفقت سے محروم رکھا۔

ملتان مین ٹڈی دل سے بھی فصلون کا نقصان ہوا۔ امرتسر۔ شاہ پور دریا نواح مین چارہ نایاب ہے۔ رہتک و دہلی مین فصلو اور پیڑون کے پتون کا چارہ رہ گیا ہے۔ اودھ مین مکی کو کیڑی لگ گئی۔

مطبع حمیدیہ واقع بمبئی بھنڈی بازار مین حکیم محمد عبد الحمید فرخ دہلوی مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شایع